مولای صل وسلم دائما ابدا　　درس حدیث　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہِ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

علمِ ظاہری سیکھنے ہی سے آتا ہے، قاری کا مطلب بڑوں کو چھوٹوں سے علم حاصل کر لینا چاہیے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کی بے نفسی

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

(کیسٹ نمبر ۳۷/ سائیڈ بی/ ۸۴-۷-۲۰)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے اُن کے بارے میں حدیثیں آرہی تھیں اُن میں یہ آتا ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے ان کے احترام کو پسند فرمایا، ان کے احترام میں کمی پر ناگواری کا اظہار فرمایا اور یہ فرمایا کہ چچا جو ہوتا ہے وہ بمنزلِ باپ کے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ بچوں سمیت آؤ سب کے لیے دُعا کروں گا وہ بچوں سمیت آئے تو سب کے لیے دُعا فرمائی۔

دنیا و آخرت کا اعزاز :

حضرت ابن عباسؓ یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے جناب رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب یعنی حضرت عباسؓ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے خود اُن کے بارے میں یہ فرمایا العباس منی وانا منہ عباس مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں یعنی میں اُن کے اہلِ اقارب میں ہوں اور وہ میرے اہل قرابت میں یا وہ میرے ہیں میں اُن کا ہوں۔ اس طرح کے کلمات جو رسول اللہ ﷺ نے کسی کے لیے فرمادیئے وہ

بہت بڑا اعزاز ہیں اور دُنیا کا نہیں آخرت کا بھی اعزاز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دو دفعہ دیکھا ہے۔ رای جبرئیل علیه السلام مرتین ودعا له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مرتین اور دو مرتبہ میرے لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے دُعا فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے واسطے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ دُعا فرمائی ان یؤ تینی اللّٰه الحکمة کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو حکمت عطا فرمائیں

حکمت کا مطلب :

اب حکمت کے معنی مختلف ہیں یعنی لوگوں نے اس کا استعمال مختلف رکھا ہے۔ حکیم کے معنی سمجھتے ہیں کہ جو عقل مند ہو، حکیم کے معنی فلسفی بھی ہیں جو فلسفہ سے واقف ہو اور حکیم طبیب کو بھی کہنے لگے تو پہلے جو حکیم کے معنی تھے وہ فلسفی کے تھے اور شریعت میں کیا معنی ہوتے ہیں اُس کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کی ہے انھوں نے کہا الحکمة الا صابة فی غیر النبوة [1] یعنی نبی نہ ہو مگر صحیح بات تک پہنچ جائے ایسے صحیح بات تک پہنچ جاتا ہو کہ جو عند اللہ بھی صحیح ہو تو یہ کام تو انسان کے اپنے بس کا نہیں ہے یہ تو خدا کی طرف سے عطا ہو تو ہوتا ہے۔ کوئی گفتگو کی جارہی ہو تو صحیح نتیجہ تک پہنچے، کوئی عبارت سامنے آئے تو اس کا صحیح مطلب سمجھے، قرآن پاک کی کوئی آیت آئے تو صحیح مطلب سمجھے اور اس کی گہرائی تک پہنچے تو حکمت کی دعا فرمادی اور قرآن پاک میں آتا ہے من یوتی الحکمة فقد اوتیی خیرا کثیرا جس کو حکمت عطا ہوگئی تو اُس کو بہت بڑی بھلائی عطا ہوگئی، تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر انسان ایسا ہو جائے کہ وہ تمام چیزوں میں صحیح چیز تک پہنچ جاتا ہو تو یہ بہت بڑی بات ہے، بہت بڑی استعداد ہے اور خدا کا اس پر بڑا فضل ہے خصوصاً جبکہ دین کی باتوں میں صحیح چیز تک پہنچ جاتا ہو۔

رات گزارنے کی اجازت اور دُعاء :

ایک دعا فرمائی تھی اللّٰهم علمه الکتاب وہ الگ آتی ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ اور حضرت خالد ابن الولیدؓ یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے تو ایک بہن تو بیاہی گئی تھیں بنو اُمیہ میں تو حضرت خالد ابن ولیدؓ یہ اُموی ہیں اور دوسری جناب رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ تھیں ان کا نام میمونہؓ تھا اور تیسری بہن حضرت عباسؓ کے پاس اُن کے نکاح میں تھیں تو اُن کو موقع مل گیا اُس وقت تک یہ بچے تھے بالغ نہیں تھے اور اگر بالغ ہوتے بھی تو بھی خالہ ہیں، اُن کے پاس رات گزارنے کی اجازت چاہی اور اجازت یوں چاہی کہ جس دن جناب سول اللہ ﷺ کی باری آپ کے ہاں ہو میں اُس دن رہنا چاہتا ہوں رات کو، تاکہ میں یہ دیکھوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہیں رات کیسی گزارتے ہیں تو آقائے نامدار ﷺ گھر میں تشریف لائے تو ان کو دیکھا اور پھر آپ نے پوچھا یہ سو گئے نَامَ الْغُلَیِّمُ [2]

---

[1] بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳۱ [2] بخاری شریف ج ۱ ص ۲۲

بچہ سوگیا؟ تو پھر آپ نے کچھ دیر گھر والوں سے گفتگو کی۔

عشاء کی نماز میں تاخیر افضل ہے اور اس کی وجہ :

طریقہ یہ تھا کہ عشاء کی نماز دیر سے پڑھتے تھے جیسے یہ رائیونڈ یا بلال پارک میں تبلیغی جماعت والے حضرات کرتے ہیں کہ رات کو عشاء کی نماز میں خاصی دیر ہو جاتی ہے۔ کھانا وغیرہ بھی کھا لیتے ہیں پھر نماز پڑھتے ہیں۔ یہ طریقہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پسند کردہ طریقے کے قریب ہے۔

شروع وقت میں پڑھنے کی وجہ :

اور آپ نے جو اس کو شروع وقت میں پڑھا ہے تو یہ فرما کر پڑھا ہے کہ اگر میں اپنی اُمت کے لیے یہ شاق نہ سمجھتا کہ ان کو مشقت ہوگی تو رات کے تین حصے کر لیے جائیں تو ثلث لیل تک میں عشاء کی نماز رکھتا، گویا پسند یہی تھا اور اس میں فائدہ ظاہر ہے کہ عبارت کرے گا پھر سو جائے گا گویا سونا جو ہوا وہ عبادت کے بعد ہوا اب ہر سونے والا صبح کو ضرور ہی اُٹھ جائے یہ تو نہیں ہوتا کوئی کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سویا ہے تو سوتا ہی رہ گیا تو گویا عبادت کے بعد سویا۔ اس واسطے ایک تو اس کا موخر کرنا پسند تھا دوسرے یہ پسند تھا کہ اس کے بعد باتیں نہ کی جائیں کیونکہ اگر باتیں کی گئیں تو پھر سونا ہوگا باتوں کے بعد، وہ نہیں ہونا چاہیے، سونا ہونا چاہیے عبادت کے بعد۔

عشاء کے بعد گفت وشنید کی حیثیت :

تو اس میں یہ بحث آتی ہے کہ کیا بالکل ہی منع ہے یا کبھی ایسے کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ عشاء کے بعد باتیں کی ہوں۔ کہتے ہیں رات کو جو باتیں کی جاتیں ہیں اور قصے کہانیاں جیسے سُنائے جاتے ہیں وہ عربوں کا رواج تھا چاندنی راتیں ہوتی تھیں بہت ٹھنڈی ہوتی تھیں تو وہاں بیٹھ جاتے تھے باتیں کرتے رہتے تھے ایسے ہی جو سردار تھے اُن کے پاس جو آگئے وہ جیسے یہاں دیہات میں سمجھ لیجئے کہ حقہ چل رہا ہے بیٹھے ہیں باتیں ہو رہی ہیں اور جب تھک گئے تو جو تھکتا گیا وہ چلا گیا اور سو گیا، اسی طرح وہاں سرداروں کے ہاں بھی ہوتا تھا اُسے منع فرمایا کہ یہ نہیں یہ تو سونا ہوا انسان کا لغویات کے بعد، ادھر اُدھر کے خیالات کے بعد جیسے کوئی ناول پڑھتا ہوا سو جائے افسانہ پڑھتا ہوا سو جائے تو یہ کیا بات ہوئی یہ غلط ہے، تو کیا باتیں مطلقاً منع ہیں یا کسی قسم کی باتیں جائز بھی ہیں تو جوازِ سمر کے لیے استدلال کرتے ہیں اس واقعہ سے جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سُنا رہے ہیں کہ پھر آپ تشریف لائے اور پوچھا بچہ سو گیا اور پھر حدیث میں یہ آیا ہے **فتحدث مع اهله ساعة** کہ گھر والوں کے ساتھ کچھ دیر آپ نے بات کی یعنی اہلیہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے تو معلوم ہوا کہ عشاء کے بعد گفتگو بالکل نہ کرنا یہ حکم نہیں ہے گفتگو کر سکتا ہے۔

بعد عشاء علمی گفتگو :

ایک اور مسئلہ اس میں یہ آتا ہے کہ گفتگو ہو رہی ہے مگر وہ علمی ہے ساری، تو وہ کہلائے گی سمر بالعلم تو وہ جائز ہے کیونکہ وہ علمی ہے اس طرح گویا مطالعہ بھی جائز ہے علمی کتابوں کا دینی کتابوں کا تکرار جائز ہوگا یہ طالب علم بیٹھ کر ایک دوسرے کو سناتے ہیں اور یاد کرتے ہیں، قرآن پاک یاد کرنا یہ بھی درست ہوگا تو اس واقعہ سے اس طرح کے مسائل بھی استنباط کیے گئے۔ بہر حال انھوں نے وہاں رات گزاری۔

تہجد کے وقت اُٹھنا :

اب ہوا یہ کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اُٹھے، اُٹھ کر آپ نے یہ آیتیں پڑھیں ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنهار لآيات لاولی الالباب (آخر سورت تک)۔ یہ آیتیں آپ نے پڑھیں۔ یہ دیکھتے رہے ان کی توجہ ساری رات ادھر ہی رہی کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہیں پھر آقائے نامدار ﷺ غسل خانہ میں بیت الخلاء میں تشریف لے گئے۔

خدمت میں پیش پیش :

تو اُنھوں نے پانی کا لوٹا رکھ دیا کہ آپ پھر استنجاء بھی فرمائیں گے۔

طبیعتِ مبارکہ میں نفاست و پاکیزگی :

رسول اللہ ﷺ نے جو بہت پسند کیا ہے وہ ڈبل استنجاء پسند فرمایا ہے ایک دفعہ مٹی (کے ڈھیلے) سے ہو جائے دوسری دفعہ پانی سے ہو جائے، تو مٹی سے کرنے کے بعد پھر پانی سے استنجاء کرنا جو نسی بھی ضرورت ہو چاہے فقط پیشاب کی ہی ضرورت ہو تو بھی یہی ہے۔ دوسرے پھر انھوں نے وضو کے لیے پانی رکھا تھا۔

خدمت کا پھل :

یہ دیکھا تو پھر ان کو آپ نے اپنے سینے سے لگایا چمٹا لیا اور ان کے لیے دُعا کی کہ اللّٰھم علمه الکتاب [۳] خداوند کریم تو انھیں اپنی کتاب کا علم عطا فرما۔

علم ظاہری سیکھنے ہی سے آتا ہے :

اب علم کا قاعدہ یہ رہا ہے کہ علم سیکھنا ہی پڑھتا ہے اور کوئی سیکھتا ہے شوق سے محنت کر کے اور کوئی سُست رفتاری سے سیکھتا ہے لیکن علم کا قاعدہ یہی ہے کہ وہ سیکھا ہی جائے۔ یہ علم ظاہری کسی کو ویسے ہی آجائے ایسا نہیں ہوتا تو اُس دُعا کا

---

[۳] بخاری شریف ص ۱۷

نتیجہ یہ رہا کہ ان کو اس علم کا شوق ہوگیا۔ ہر صحابی سے جس سے جو بات متعلق ہوتی تھی وہ اُس سے پوچھتے تھے اور جو زیادہ بڑا عالم نظر آتا تھا اُس سے بھی پوچھتے تھے اور بس اسی کام میں لگے رہے۔ یہ اثر تھا جناب رسول اللہ ﷺ کی دُعا کا تو اب ایسے ہوا کہ اُنھوں نے صحابہ کرامؓ میں جو بڑے بڑے صحابی تھے ان کی شاگردی کی حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ہیں جو بہت بڑے قاری تھے۔

قاری کا مطلب :

قاری کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لہجے سے قرآن پڑھتے تھے بلکہ قاری کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن پاک کے علوم سے بھی واقف تھے۔ فقط یہ نہیں کہ قاری ہی تھے بلکہ حافظ بھی تھے اور قرآن پاک کے علوم پر عبور تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اقرء نا ابی ہم میں سب سے عمدہ پڑھنے والے قراءتوں کا علم رکھنے والے یہ ابی ابن کعبؓ ہیں اور اقضانا علی ہم سب میں عمدہ فیصلہ دینے والے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ جملے بخاری شریف میں ہیں۔ اب یہ اُن کے پاس جانے لگے اُن سے جتنی معلومات ہوسکیں وہ کیں اور وہ بہت بڑے عالم تھے۔

کوفہ کے شخص کا قصہ :

ایک شخص کوفہ والا کہتا ہے کہ میں گیا وہاں میں نے دیکھا ایک آدمی ہے جو بہت ہی سادہ لباس میں ہے اُس کے گرد لوگ جمع ہیں اُس نے کچھ خطاب کیا اُس کے بعد وہ چلا گیا۔ جب وہ گیا تو میں نے پُوچھا یہ کون تھے تو معلوم ہوا کہ وہ اُبی ابن کعبؓ تھے۔ کہتے ہیں کہ میں اُن کے گھر پیچھے پیچھے چلا گیا میں نے وہاں ان سے بات چیت شروع کی اور میں نے دیکھا اُن کا گھر زاہدانہ ہے اُن کے پاس گھر میں کوئی ساز و سامان نہیں تو اس زاہدانہ حالت کو دیکھ کر میں تعجب میں رہا کہ لباس بھی اس قدر سادہ اور یہاں دیکھتا ہوں تو یہ بھی زاہدانہ حالت ہے، گھر میں سامان ہی کوئی نہیں ہے۔

بڑوں کو بھی معذرت کرنی چاہیے :

تو مجھ سے انھوں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا کوفہ سے آیا ہوں، کہنے لگے کہ کچھ مانگنے ہی آئے ہوگے۔ اُس زمانے میں ایسی ہی حالت ہوگی کوفے والے وہاں جاتے ہوں گے پھر پیسے مانگتے ہوں گے۔ یہ جملہ اُن کی زبان سے نکلا، ان کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی تو یہ کہتے ہیں کہ میں نے وہیں قبلہ کی طرف رُخ کیا اور کہا کہ خداوند کریم تو جانتا ہے میں یہاں علم حاصل کرنے آیا ہوں اور انھوں نے مجھ سے ایسی بات کہی ہے جس سے مجھے اتنا رنج ہوا وغیرہ تو اس پر حضرت ابی ابن کعبؓ نے ان سے معذرت کی، انھوں نے ان سے وقت چاہا تو آئندہ جمعرات کا وقت دیا کہ میں آئندہ جمعرات کو جو کچھ مجھے آتا ہے میں وہ سارا کچھ بتادوں گا تو یہ کہتے ہیں کہ میں پھر انتظار میں رہا، جب وہ دن آیا تو میں گھر سے

نکلا دیکھتا ہوں تو ہر جگہ مجمع نظر آیا گلیوں میں مجمع تو میں نے پوچھا کیا ہوا کیسے آپ لوگ جمع ہیں، کہنے لگے کہ حضرت اُبی ابن کعبؓ کی وفات ہوگئی تو کہتے ہیں کہ میں نے اپنے جو ساتھی ہوں گے دوست ہوں گے اُن سے ذکر کیا کہ ایسے اُن کا میرے ساتھ وعدہ تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ بس یہ خدا کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ نے اُن کے جو علوم تھے مخفی اُن کو مخفی ہی رکھنا پسند فرمایا کیونکہ اُنھوں نے ان سے جو وعدہ کیا تھا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ سارا کچھ بتادوں گا۔

صحابہؓ کی احتیاط اور تعلیم کا اصول :

تو اس میں احتیاط کرتے تھے صحابہ کرام اور آدمی کو اتنی بات بتاتے تھے جس کا وہ اہل ہو اور وہ بات بتاتے تھے جس سے نفع ہو، اگر اندیشہ ہو کہ نقصان ہوگا تو وہ بات نہیں بتاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہدایت فرمائی ہے **حدثوا الناس بما یعارفون** لوگوں کو اُتنی باتیں بتاؤ اور وہ باتیں بتاؤ جو وہ جانتے ہیں جو اُن کی سمجھ قبول کر لیتی ہو۔ اگر تم نے بہت گہری باتیں علمی باتیں اور نکات ظاہر کرنے شروع کر دیے جو اُن کی سمجھ میں نہ آئیں تو پھر وہ انکار کر دیں گے اور اُن کا انکار کرنا اُس کو قبول نہ کرنا یہ گویا خدا اور رسول کی تکذیب ہو جائے گی خدا اور رسول کو جھٹلانا ہو جائے گا تو فرماتے ہیں **حدثوا الناس بما یعارفون اتحبون ان یکذب اللّٰہ و رسولہ** کیا تم یہ پسند کرو گے کہ اللہ اور رسول کو جھٹلایا جائے یعنی تم نے اگر اُن کے سامنے پوری علمی باتیں جو تم جانتے ہو جس تک تم آہستہ آہستہ پڑھ پڑھ کر پہنچے ہو وہ باتیں ذکر کرو گے تو ایک دم وہ انکار کر بیٹھیں گے کہ نہیں، سمجھ قبول نہیں کرے گی کیونکہ ان میں ابھی نہ اتنی استعداد آئی ہے کہ وہ اس کو پوری طرح سمجھ سکیں اور سمجھ قبول نہیں کرے گی تو طبیعت اُچٹ جائے گی تو اس لیے منع فرمایا ہے۔

خدائی حکمت :

اب اللہ تعالیٰ نے گویا اُن کا پردہ رکھ لیا جو علوم اُن کے ساتھ ایسے تھے جو نہیں بتائے جاتے عام طور پر یا منع آیا ہے کہ وہ بتائے نہ جائیں اور وہ مفید بھی نہیں ہیں اگر نہ بتائے جائیں تو وہ مضر بھی نہیں ہیں تو ایسی چیزیں نہیں بتائی گئیں۔

دو قسم کے علوم :

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ میرے پاس دو برتن ہیں، ایک برتن تو میں نے پھیلا دیا یعنی علم کا ایک حصہ تو میں نے دے دیا ہے سکھایا ہے لوگوں کو، وہ تو میں بتاتا ہوں بیان کرتا ہوں اور دوسرا حصہ جو ہے **فلو بثثتہ** اگر میں اُسے نشر کرنے لگوں وہ جو دوسرا میرے برتن میں علم ہے تو **قطع ھذا البلعوم** [1] یہ جو ''بلعوم'' ہے گلہ میرا یہ کاٹ دیا جائے گا تو معلوم ہوا کہ اُنکو کچھ معلومات تھیں جو فتنوں کے بارے میں تھیں ان کے وہ اشارے تو دیا کرتے تھے، اشارے تو موجود ہیں اور زیادہ تفصیل سے وہ نہیں بتا سکتے تھے مثلاً جب وہ فتنے شروع ہوئے تو وہ فرماتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو نام بھی لے

---

[1] بخاری شریف ص ۲۳

دوں کہ فلاں اور فلاں اور فلاں لیکن میں نام نہیں لیتا۔ حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ ان کے سامنے منافقین کے نام تھے تو ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا وہ جو تھے وہ تو سب مر گئے ایک رہ گیا ہے لیکن وہ اس حالت میں ہے کہ اُسے اگر ٹھنڈا پانی پلاؤ تو پانی کی ٹھنڈک بھی اُس کے اعضاء محسوس نہیں کریں گے وہ اتنا بے کار ہو چکا ہے اتنا کمزور ہو چکا ہے اس بڑھاپے کو پہنچ چکا ہے، تو ایسی چیزیں تھیں تو سہی۔

اُستاذ کی تعظیم اور علم کی طلب :

اب حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے علم حاصل کیا اور پوری تعظیم کے ساتھ علم حاصل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں چلا جاتا تھا دوپہر کو، انھیں طلب میں یہ بھی خیال نہیں ہوتا تھا کہ یہ دوپہر کا وقت ہے اور جا کر حضرت اُبی ابن کعبؓ سے ملتا تھا لیکن مجھے پتا چلتا تھا کہ وہ سو رہے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ اگر اُنھیں بتا دیا جائے کہ میں آیا ہوں تو وہ میرے ساتھ اتنا تعلق رکھتے تھے اور ایسا مجھے مقام دیتے تھے کہ وہ اُٹھ جاتے لیکن میں نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ میں باہر بیٹھا رہتا تھا اور گرم ہوا کے تھپیڑے مجھے لگتے رہتے تھے تسفح الریح اور انتظار کرتا تھا جب وہ خود اُٹھیں تو پھر اُن سے میں پوچھتا تھا، اس طرح سے انھوں نے علم حاصل کیا۔ ایک دفعہ انھوں نے دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار تھے تو انھوں نے رکاب پکڑ لی، انھوں نے منع کیا کیونکہ یہ ابن عم رسول اللہ ﷺ تھے، لوگ ان کو خطاب کرتے تھے تو یہ لفظ کہہ بھی دیا کرتے تھے کہ یا ابن عم رسول اللّٰہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی، تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ **ھکذا نفعل بعلماء نا** ہم اپنے علماء کے ساتھ اسی طرح کریں گے یعنی اکرام و احترام، تو بہت احترام کرتے تھے اور ان سے انھوں نے بہت کچھ حاصل کیا۔

علمی بلندی اور بڑوں کا قرب :

اب علم حاصل ہوتے ہوتے اتنا زیادہ ہو گیا اور رفتار اس کی اتنی زیادہ تھی کہ چھوٹی عمر ہی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے علامہ کے مقرب ہو گئے۔ لوگوں نے کہا آپ ان کو بٹھاتے ہیں، مشوروں میں شامل کرتے ہیں اور ان جیسے تو ہمارے بچے ہیں یہ ہمارے بچوں کی عمر کے ہیں، تو اُنھوں نے فرمایا کہ تم جانتے ہی ہو کہ یہ کس وجہ سے ہے یعنی اسکی وجہیں دو ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اور دوسری وجہ اور بھی ہو سکتی ہے سمجھداری اور علم بھی تو غالباً ان کے پیشِ نظر یہی تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیشِ نظر یہی تھا کہ ان کا علم بہت ہے۔

علمی امتحان :

چنانچہ ایک دن انھوں نے پوچھا کہ یہ بتائیں کہ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ..... اس سورت میں اللہ

تعالیٰ نے کیا خاص بات بتائی ہے تو کسی نے کہا کہ جب ہماری مدد ہو اور ہمیں فتح ہو تو ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اُس وقت بھی استغفار کرتے رہے اور خدا کی تسبیح کرتے رہیں، تو مطلب تو انھوں نے بھی غلط تو نہیں بتلایا لیکن جس گہرائی تک وہ پوچھنا چاہتے تھے وہ بات ابھی نہ ہوئی تو کوئی نہ بتا سکا، انھوں نے بعد میں ان سے پوچھا کہ بتاؤ کہ اس کی مراد کیا ہے؟ تو اب کوئی بھی بتائے گا تو وہ ترجمہ کردے گا یا اس سے متعلق چیزیں نکال کر بتادے گا اور حضرت عمرؓ پوچھنا چاہتے تھے کہ شانِ نزول کیا ہے یہ اُتری کس وجہ سے ہے؟ خاص بات جو ہے وہ بتاؤ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ہے کہ جب یہ حال ہو جائے کہ لوگ اسلام میں داخل ہونے لگیں تو پھر تم خدا کی طرف متوجہ رہنا **فسبح بحمد ربک واستغفرہ** تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے فرمایا **ماعلم منھا الاما تعلم** بس اتنا ہی میرا بھی علم ہے جتنا تمہارا یعنی تم نے بھی وہی بات بتائی جس بات تک میں پہنچا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنا مقرب بنا رکھا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی فضیلتوں سے نوازا اور یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی دُعاؤں کا اثر تھا اور یہ اتنے بڑے عالم ہو گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کی بے نفسی :

ایک تھوڑا سا قصہ ہے اور اس میں ایک بہت بڑا سبق ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں ہیں بہت بڑے آدمی ہیں اُمت کے دس چیدہ حضرات میں ہیں جنھیں جناب رسول اللہ ﷺ نے جنت کی گارنٹی دی ہے اُن میں وہ ہیں تو اُن کی بے نفسی کا یہ حال تھا کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قرآن پاک اور اُس کی تفسیر پڑھا کرتے تھے حالانکہ وہ بہت بڑے صحابی ہیں اور اُن کا مقام یہ ہے کہ جو وہ بات بتا دیتے تھے یا کہہ دیتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر اُس پر گواہ نہیں مانگتے تھے جو عشرہ مبشرہ میں ہیں بڑے بڑے حضرات، ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رویہ یہی رہا۔

تثبت نہ کہ بے اعتباری :

باقی حضرات جو صحابہ کرامؓ تھے وہ اگر کوئی حدیث ایسی سُناتے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ سُنی ہو تو پوچھتے تھے کہ کوئی اور بھی ہے جس نے سُنی ہے اُسے بھی بلاؤ اُس نے کیا سُنا یعنی ممکن ہے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو تو اس کا نام ہے "تثبت" کہ اور کسی کو بھی لاؤ۔ یہ بے اعتباری نہیں ہے بلکہ ایک قسم ہے مضبوطی کی کہ جو بات معلوم ہو وہ پوری طرح معلوم ہو مضبوط ذرائع سے معلوم ہو جس پر جما جا سکے۔

موزوں پر مسح اور حضرت سعدؓ کا مقام :

ان کے بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ انھوں نے کہیں سفر میں دیکھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کہ موزوں پر مسح کر رہے

ہیں انھوں نے کہا یہ جناب کیا کر رہے ہیں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کر رہے ہیں۔ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا تھا اور تم اپنے والد صاحب سے پوچھنا تو جب یہ مدینہ منورہ آئے تو والد صاحب سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے تمھیں کس نے بتایا انھوں نے کہا کہ ایسے واقعہ ہوا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اذا حدثک سعد شیأ فلا تسئل عنه غيره جب تمہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کوئی حدیث سُنائیں جناب رسول اللہ ﷺ کی تو اُس کے بارے میں پھر کسی اور سے نہ پوچھا کریں اس کی ضرورت نہیں ہے تو حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کا اتنا بڑا مقام ہے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کی وفات جو ہوئی ہے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی ہے ۳۰ یا ۳۲ھ کے قریب۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی وصیت :

اور اس وقت انھوں نے جو وصیت فرمائی تھی کہ اہل بدر کو میرے مال میں سے اتنا دیا جائے تقسیم کیا جائے تو اہل بدر کی فہرست بنائی گئی تو اُس میں اس وقت سو اہل بدر زندہ تھے موجود تھے، تو اُن کو جیسے ان کی وصیت تھی ان کے مال میں سے ایسے ہی دیا گیا تو گویا عمر رسیدہ تھے مگر اپنے بیٹوں کے برابر جو تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اُن سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ علم میں یہ شرم غلط ہے کہ یہ مجھ سے چھوٹا ہے بلکہ یہ دیکھا جائے کہ وہ عالم اگر زیادہ ہے تو بڑی عمر کا آدمی بھی اُس کا شاگرد ہو سکتا ہے، صحابہ کرامؓ کا طریقہ یہ رہا تمام چیزوں میں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں ان کا ساتھ عطا فرمائے۔ آمین۔

بزرگانِ دین کی زیر سرپرستی اعلیٰ، عمدہ، فینسی جلد سازی کا عظیم الشان مرکز

مدنی بک بائنڈنگ ہاؤس

جدید ٹیکنالوجی کا شاہکار اعلیٰ، دیدہ زیب، نفیس بائنڈنگ

برصغیر کا عظیم اور قدیم جلد ساز ادارہ

ہر قسم کی جلد مثلاً لیمینیشن، ڈائی دار، بکس والی خوبصورت جلد کے لئے تشریف لائیں

بازار سے بارعایت اور معیاری جلد سازی

زیر سرپرستی: حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہٗ

43- بابا فرید روڈ نزد بریڈے ہال، فون: 7238252